احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

جمعہ 4 جون 2010ء

روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 4 جون 2010ء 20 جمادی الثانی 1431 ہجری 4 / احسان 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 120

شہداء کے ورثا کا خیال

حضرت اسلم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ بازار گیا۔ ایک نوجوان عورت ان سے ملی اور عرض کیا اے امیر المومنین! میرا خاوند فوت ہو گیا اور بچے چھوٹے ہیں۔ جن کا فاقہ سے برا حال ہے۔ نہ ہماری کوئی کھیتی ہے نہ جانور اور مجھے ڈر ہے کہ یہ یتیم بچے بھوک سے ہلاک نہ ہو جائیں۔ اور میں ایماء غفاری کی بیٹی خفاف ہوں، میرا باپ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل تھا۔ حضرت عمرؓ نے ایک مضبوط اونٹ پر دو بورے غلے کے بھرے لدوائے۔ ان کے درمیان دیگر اخراجات کے لئے رقم اور کپڑے رکھوائے اور اونٹ کی مہار اس خاتون کو تھما کر فرمایا ”یہ تو لے جاؤ اور انشاء اللہ اس کے ختم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اور بہتر سامان پیدا فرما دے گا“۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ حدیث نمبر:3843)

خدا کی راہ میں جان قربان کرنے والوں کے لئے سیدنا بلال فنڈ کا قیام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خطبہ جمعہ 14 مارچ 1986ء میں فرمایا:۔

جماعتوں کی زندگی کی ضمانت اس بات میں ہے۔ الٰہی جماعتوں کی زندگی کی ضمانت کہ اُن کے قربانی کرنے والوں کو اپنے پسماندگان کے متعلق کوئی فکر نہ رہے۔ اور اتنی واضح اتنی کھلی کھلی یہ حقیقت ہر ایک کے پیش نظر رہے کہ ہم بطور جماعت کے زندہ ہیں اور بطور جماعت کے ہمارے سب دکھ اجتماعی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر یہ یقین پیدا ہو جائے کسی جماعت میں تو اُس کی قربانی کا معیار عام دنیا کی جماعتوں سے سینکڑوں گنا زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ باہر تو پوچھتا ہی کوئی نہیں۔ .... لیکن جس جماعت میں قربانی کا معیار خدا کے فضل اور اس کے رحم کے نتیجے میں اس وجہ سے بلند ہو کہ وہ خدا کی خاطر قربانی کرتے ہیں اور ساتھ یہ بھی یقین کامل ہو کہ ہمارے بعد ہماری اولاد کی ساری جماعت نگران رہے گی بلکہ پہلے سے بڑھ کر اُن کی ضروریات کا خیال رکھا جائے گا۔ تو ایسی جماعت کے قربانی کا معیار آسمان سے باتیں کرنے لگتا ہے۔

اس لئے اگرچہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے ان تمام باتوں کو اچھی طرح سمجھتی ہے اور اپنی ذمہ داریاں نبھائے گی۔ لیکن بعض دوستوں کی طرف سے یہ اصرار ہوتا رہا ہے کہ شہدا کے لئے ایک مستقل فنڈ اکٹھا ہونا چاہئے۔ پہلے تو میری طبیعت میں یہ تردد رہا اس خیال سے کہ یہ تو ان کے حقوق ہیں۔ اور جماعت کی جو بھی آمد ہے اس میں یہ اولین حق ان لوگوں کا شامل ہے، اس لئے الگ تحریک کرنے سے کہیں یہ جذباتی تکلیف نہ ان کو پہنچے کہ ہمارا بوجھ جماعت اٹھا نہیں سکتی اُس طرح ہمارے لئے جیسے صدقے کی تحریک کی جاتی ہے۔ اس طرح الگ تحریک کی جا رہی ہے۔ اس لئے کافی دیر تردد رہا اور دعا بھی کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ صحیح فیصلے کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن اب مجھے پوری طرح اس بات پر شرح صدر ہو گیا ہے کہ چونکہ یہ ہرگز صدقے کی تحریک نہیں۔ بلکہ جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اعزاز سمجھے گا اس بات کو کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہئے تھی اتنی نہیں تو ایک بہت ہی معمولی خدمت کی توفیق مل رہی ہے اور اس لئے کہ بہت سے لوگوں کی طرف سے بے اختیار بار بار اظہار ہو رہا ہے کہ ہم بے چین ہیں ہمیں موقعہ دیا جائے ہم کسی رنگ میں خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ اور چونکہ جماعت کی ایسی تربیت ہے کہ انفرادی طور پر ایسے لوگوں کو ایسے خاندانوں سے تعلق رکھ کر کچھ رقمیں دینے کو مناسب نہیں سمجھا جاتا، اس میں کئی قسم کی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں اور ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ ذاتی طور پر یہ لوگ کسی کے احسان کے نیچے آئیں۔ اس لئے جن کی تمنا ہے جو اس بات کے لئے تڑپ رہے ہیں کہ ہمیں بھی موقعہ ملنا چاہئے ان کے لئے پھر یہی رستہ باقی رہ جاتا ہے کہ نظام جماعت ان کو موقعہ دے اور وہ جماعت میں اپنی توفیق اور اپنی خواہش اپنی تمنا کے مطابق کچھ نہ کچھ پیش کریں۔

اس لحاظ سے یہ سب باتیں سوچنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آج اس تحریک کا اعلان کرتا ہوں۔ اس کے لئے میں اپنی طرف سے دو ہزار پونڈ سے اس کا آغاز کرنا چاہتا تھا۔ مگر انگلستان کی جماعت کے ایک دوست مجھ سے پہل کر گئے باقی تو مشورے دے رہے تھے انہوں نے ایک ہزار پونڈ کا ساتھ چیک بھجوا دیا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے توفیق ان کو دے دی کہ وہ سبقت لے گئے ہیں۔ مگر بہر حال دوسرے نمبر پر میرا نام آ جاتا ہے اور اب جس کو خدا تعالیٰ جتنی توفیق عطا فرمائے۔ پوری طرح شرح صدر اور محبت کے جذبے سے جو دینا چاہتا ہے وہ دے گا۔ ادنیٰ سا بھی تردد یا بوجھ ہو تو ہرگز نہ دے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ نہ دے کیونکہ یہ ایسی تحریک نہیں ہے کہ جس طرح چندوں میں بعض دفعہ بوجھ اٹھا کر بھی آپ دیتے ہیں۔ یہ ایک خاص نوعیت کی تحریک ہے اس میں بشاشت طبع ہی ضروری نہیں بلکہ طبیعت کا دباؤ ضروری ہے دل سے بے قرار تمنا اٹھ رہی ہو ایک خواہش پیدا ہو رہی ہو کہ میں اس میں شامل ہوں۔ پھر خواہ کسی کو آنہ دینے کی بھی توفیق ہو وہ بھی بہت عظیم دولت ہے۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی سعادت ہوگی۔ تو اس تحریک کا میں اعلان کرتا ہوں اور اسی پر اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ لیکن ختم کرنے سے پہلے ایک دفعہ پھر آپ کو دعاؤں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ دعائیں کرنا اور دعا میں گریہ وزاری کرنا یا ان پیاروں کی یاد میں دل کو نرم پانا یہ کوئی کمزوری نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ لیکن دشمن کے مقابل پر نظر نیچی کرنا اور اپنے مقاصد سے منہ موڑ لینا یا ان میں نرمی پیدا کر دینا یا اپنے عزائم میں کسی قسم کی کمی برداشت کر لینا کسی قسم کی کمزوری برداشت کر لینا یہ مومن کو زیبا نہیں ہے۔ ہر ٹھوکر کے بعد پہلے سے زیادہ عزم ہونا چاہئے، پہلے سے بلند تر حوصلے ہونے چاہئیں، پہلے سے زیادہ سختی برداشت کرنے کے ارادے ہونے چاہئیں، اور اس کے مطابق دعائیں بھی پڑھنی چاہئیں ساتھ ساتھ پس جہاں تک ان لوگوں اور دشمنوں کا تعلق ہے۔ اُن کے لئے یہ آنسو نہیں ہیں اُن کے لئے یہ دل کے درد نہیں ہیں۔ یہ ہمارا اپنے پیاروں کے ساتھ ایک تعلق ہے اور خدا کا اس کے ساتھ تعلق ہے۔

(مرسلہ: سیدنا بلال فنڈ کمیٹی۔ خطبات طاہر جلد 5 ص 220 تا 223)

بیوت الحمد منصوبہ میں مالی قربانی کا موقع

قرآنی تعلیمات کی رو سے بے سہارا افراد، بیواؤں اور غرباء کی ضروریات پوری کرنا خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کا بہترین زینہ ہے۔ بیوت الحمد منصوبہ کے تحت بیوگان اور مستحقین کو حسب ضرورت رہائش کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ بیوت الحمد کالونی میں 106 کوارٹرز تعمیر ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ساڑھے چھ صد احباب کو ان کے اپنے اپنے گھروں میں حسب ضرورت جزوی توسیع کیلئے لاکھوں روپے کی امداد دی جا چکی ہے اور امداد کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ ضرورت مندوں کا حلقہ وسیع ہونے کے باعث اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں۔ ایک مکان کے پورے اخراجات سے لے کر حسب استطاعت آپ جو بھی مالی قربانی پیش فرمائیں مقامی جماعت کے نظام کے تحت یا براہ راست مد بیوت الحمد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(صدر بیوت الحمد منصوبہ)

تعطیلات موسم گرما

(نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ)

نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سکول میں موسم گرما کی تعطیلات 30 مئی تا 21/ اگست 2010ء ہو چکی ہے۔ 22/ اگست 2010ء کو سکول میں حاضری ضروری ہے۔ بچوں کا سلیبس 6 جون تا 15 جون سکول کے فیس آفس سے حاصل کیا جا سکتا ہے نیز ماہ جون کی فیس 10 جون سے پہلے جمع کروا دیں۔

(چیئر مین ناصر فاؤنڈیشن)

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر نمبر 578

دنیا کے خادم اور خدا کے مزدور

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 19 جنوری 1979ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:۔

''میں نے آپ کو بھی کہا تھا کہ روزانہ اتنی بار حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجا کرو۔ کئی دفعہ میں سوچتا ہوں کہ اگر ساری جماعت میرے حکم پر عمل کرے تو صرف جماعت احمدیہ کی طرف سے روزانہ اربوں درود حضرت محمد ﷺ کو پہنچ رہے ہوں۔ یہ ہے اس توکل کا نتیجہ اور اس اعلان کا کہ حسبی اللہ خدا میرے لئے کافی ہے۔ چنانچہ اس نے یہ سامان پیدا کر دیئے اور مرنے کے بعد جو نعمتیں انسان کو ملتی ہیں، جن میں سے سب سے بڑا حصہ حضرت محمد ﷺ کا ہے۔ وہ تو اتنی اعلیٰ اتنی بلند اور اتنی ارفع اور اتنی لذیذ ہیں کہ انسان ان کا اندازہ نہیں لگا سکتا لیکن لذیذ اس محدود معنی میں نہیں جس معنی میں ہم اس دنیا میں یہ لفظ استعمال کرتے ہیں بلکہ اس معنی میں کہ جسے ہم سمجھ بھی نہیں سکتے کیونکہ یہی کہا گیا ہے کہ جنت کی نعماء کو تم سمجھ نہیں سکتے۔ تمہارے یہ دنیوی حواس ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ پس وہاں تو وہاں کے مطابق خدا تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آپ ﷺ سے سلوک کرے گا۔

لیکن اس میں ہمیں بھی ایک سبق دیا گیا ہے۔ ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے اسوہ پر عمل کرو۔ ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ جیسا کہ حضرت محمد ﷺ نے مظہر صفات باری بن کر عزیز اور حریص اور رؤف اور رحیم کی صفات کا اظہار کیا تم بھی ان صفات کا رنگ اپنی صفات پر چڑھاؤ اور دنیا میں یہ اعلان کرو کہ ہم دنیا کے خادم تو ہیں مگر دنیا کے مزدور نہیں۔ ہم نے دنیا سے اجرت نہیں لینی۔ ہم نے جو لینا ہے اس عزیز ہونے اور حریص ہونے اور رؤف ہونے اور رحیم ہونے کے نتیجہ میں وہ اپنے رب سے لینا ہے اور جہاں تک ہمارا اپنے رب سے تعلق ہے۔ **اللہ ہمارے لئے کافی ہے۔**''

(خطبات ناصر جلد ہشتم صفحہ 34 ناشر نظارت اشاعت جون 2008ء)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا
کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا
ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

زمانہ نبوی کے ایک مثالی شہید

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث کی زبان مبارک سے قرن اول کے ایک جاں نثار ایک عاشق کا بیان

''میں اپنی طرف سے تو کچھ نہیں کہتا تم نے یہ کہا کہ ہمارے دل میں ایمان باللہ اور ایمان بالرسول ہے۔ میں تمہیں کہتا ہوں کہ اگر تمہارے دل میں ایمان باللہ اور ایمان بالرسول ہے تو خدا اور خدا کا رسول کہتا ہے کہ آپس میں پیار اور محبت سے رہو اور اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اسے معاف کرنا سیکھو، بدلہ لینا نہ سیکھو۔ اگر ایمان ہے تو یہاں ایک دوسرا کرائٹرین (Criterion) بیان کیا ثم لم یرتابوا پھر شبہ کوئی نہیں رہتا۔ حقیقی ایمان کے بعد پھر شبہ کیا۔ حقیقی ایمان کے بعد تو جس شخص کی شادی نہیں ہوتی تھی اور نبی کریم ﷺ نے کروادی اور اگلے دن اس کا رخصتانہ ہونا تھا اور ایک دن پہلے جہاد کا اعلان ہو گیا تو اس نے اپنی شادی کی تیاری چھوڑی، جہاد کے لئے تلوار خریدی، نیزہ خریدا، دوسرا سامان خریدا اور چونکہ نبی کریم ﷺ کے حکم سے اس کی شادی ہو رہی تھی وہ فوج میں جا ملا لیکن چھپا پھرا۔ آنحضرت ﷺ کے سامنے نہیں آیا جب تک کہ وہ ایک پڑاؤ دور نہ چلے گئے مدینہ سے، تب وہ سامنے آیا آپ نے کہا **میں نے تمہاری شادی کا دن مقرر کیا ہوا تھا تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ کہنے لگا یا رسول اللہ میری شادی میرے اور میری جنت کے درمیان حائل نہیں ہوسکتی۔............ اور وہ شہید ہو گیا**''۔

(خطبات ناصر جلد ہشتم صفحہ 688)

جہاد کا دلکش فوٹو

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا:۔

''جہاد اپنے صحیح، سچے اور وسیع معنی میں بہت سے پہلو رکھتا ہے لیکن اصل جہاد یہ ہے کہ ایک مقصود زندگی ہے ہمارا اور وہ ہے خدا کو پا لینا اور اس کی رحمت کے سایہ تلے اپنی زندگی گزارنا، اس کا ہو جانا، اس کے دامن کو پکڑنا اس مضبوطی کے ساتھ کہ کوئی دنیوی طاقت اس دامن کو ہمارے ہاتھ سے چھڑا نہ سکے۔ تو وصل الٰہی، رضائے الٰہی اس کا عبد بن جانا یہ ہماری زندگی کا مقصد ہے اور جہاد کہتے ہیں اس مقصد کے حصول کے لئے کوشش اور سعی کرنا، اپنا سارا زور لگا دینا کہ ہمیں یہ مقصد حاصل ہو جائے۔ خدا کہتا ہے کبھی اپنے اموال دو میری راہ میں۔ اموال دے دو اسی نے دیئے تھے وہ رکھتا بھی نہیں کئی دفعہ میں پہلے کہہ چکا ہوں خدا کہتا ہے کہ کبھی میں کہتا ہوں اپنی طاقتیں جو ہیں وہ میری راہ میں خرچ کر دو، کبھی میں کہتا ہوں اپنی جان جو ہے وہ میری راہ میں خرچ کر دو۔ کبھی میں کہتا ہوں اپنی عقل اور فراست کو، فراست کی نشوونما کو اس کی انتہا تک پہنچاؤ اور پھر میرے قدموں میں لا کے ڈال دو۔ تو مالوں اور جانوں اور نفسوں کو مع ان کی تمام طاقتوں کے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا نام جہاد ہے اور جہاد کا یہ بھی ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ **بہت وسعتیں ہیں یعنی انسان کا اپنا کچھ نہ رہے سب کچھ خدا کا ہو جائے۔**''

(خطبات ناصر ہشتم صفحہ 706)

صرف بیانات مذمت سے کام نہیں چلے گا

عطاء الرحمان اپنے کالم تجزیہ میں لکھتے ہیں:۔

''جمعہ کے روز جبکہ قوم یوم تکبیر منا رہی تھی، مذہبی اختلافات کی آڑ میں دہشت گردی کے جن نے ہمارے سروں پر ناچ کر جو تباہی پھیلائی ہے۔ اپنے عقیدے کے مطابق عبادت کرنے والے 100 کے قریب افراد کے خون سے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا ہے۔ لاہور کے امن اور سکون کو تاراج کیا ہے۔ پوری دنیا میں پاکستان کو بدنام کیا ہے۔ اسلام کے نام پر اسلام کے دشمنوں نے پرلے درجے کی دہشت اور بربریت کا کھیل کھیلا ہے۔ یہ امر ہم دین حق کے پیروکاروں کے لئے اہل پاکستان کے لئے اور دنیا بھر میں امن و آشتی کا پرچار کرنے والوں کے لئے سخت شرم کا باعث ہے۔ اس لئے نہیں کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ ظاہر ہے اس کے پیچھے وہ دشمن چھپا ہوا ہے۔ اس کے عزائم کارفرما ہیں۔ اس نے ہر طرح منصوبہ بندی کر رکھی ہے اس پر عمل پیرا ہے۔ کیا ہم صرف رونے دھونے اور بیانات مذمت جاری کرنے کے لئے رہ گئے ہیں۔ دشمن پاکستان سے بدلہ لینا چاہتا ہے۔ یہ کھلی اور واضح حقیقت ہے لیکن اتنا کہہ کر ہم اپنی ذمہ داری سے بچ نہیں سکتے۔ اپنے فرائض سے غافل نہیں رہ سکتے۔ ایسا کریں گے تو اس طرح کے نہایت افسوسناک اور بے گناہ انسانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والے واقعات مزید ہوں گے۔ ہمارا معاشرتی امن، قومی وقار اور عالمی ساکھ جتنی کچھ باقی رہ گئی ہے سب اڑا کر رکھ دیئے جائیں گے۔ دشمن کی خواہش بھی یہ ہے۔ اس کا ہدف واضح اور طے شدہ ہے۔ پھر ہم اپنی کمزوریوں، پرلے درجے کی غفلت اور نااہلی کی بنا پر اسے کیوں ایک کے بعد دوسرا موقع فراہم کئے جا رہے ہیں۔ بھارت نے ہم سے ممبئی بم دھماکوں کا بدلہ لینا ہے۔ اس نے پہلے روز اس کا الزام ہمارے سر پر جڑ دیا تھا۔ اب تک اپنے مؤقف پر قائم ہے۔ ماؤ باغی وسطی اور مشرقی بھارت میں وہ کام دکھا رہے ہیں کہ تمام حکومتی اور فوجی وسائل مل کر اس کا مقابلہ نہیں کر پا رہے۔ کشمیر پر جارحانہ قبضے کی وجہ سے اس کا ضمیر مجرم ہے۔ بھارت ساری خفت ہمارے اندر مذہبی اور لسانی دہشت گردی کو فروغ دے کر مٹانا چاہتا ہے۔ امریکہ کو افغانستان میں تاریخی شکست کا سامنا ہے۔ اس کی کوئی تدبیر کسی قسم کا چارہ کار، کوئی فوجی کارروائی کسی قسم کے سفارتی رسوخ کسی مقدار کی مالی امداد ملک افغانستان میں پیش آمدہ شکست کو روکنے میں ناکام ثابت ہو رہی ہے۔ امریکیوں کے لئے بھی اتنی بڑی ہزیمت کا سامنا کرنا آسان نہیں۔ لہٰذا بھارت اور امریکہ دونوں ہمارے داخلی اتحاد کے شیرازے بکھیر کر رکھ دینے کے درپے آزاد ہے۔ اس کی خاطر ہر صوبے کے لئے علیحدہ سٹریٹجی تیار کی گئی ہے اس پر عمل شروع ہو چکا ہے۔ صوبہ سندھ میں لسانی فسادات کرائے جا رہے ہیں۔ بلوچستان میں ٹارگٹ کلنگ نے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ صوبہ خیر پی کے کو افغان عوام کی جنگ آزادی کی سزا دی جا رہی ہے۔ پنجاب میں مذہبی اور فرقہ وارانہ قتل و غارتگری کی لہر اٹھا دی گئی ہے۔ چاروں صوبوں میں وہاں کے عوام ان واقعات میں کسی طرح ملوث نہیں۔ انہیں تو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ المیہ یہ ہے کہ ہمارا داخلی سیکیورٹی کا پورے کا پورا نظام اتنی بڑی جارحیت کا مؤثر مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار نظر نہیں آتا۔ اس وقت سب سے بڑی ضرورت وفاقی اور صوبائی دونوں سطحوں پر Pro Active Intelligence کے ایسے نظام کا ڈھانچہ کھڑا کرنا ہے۔ جو جامع اور متحرک ہو۔ دشمن جو چاروں طرف سے خفیہ وار کر رہا ہے اس کا پیشگی اندازہ لگانے، خبر رکھنے اور ہر دم ہوشیار رہنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس کے ساتھ فوری طور پر حرکت میں آ جانے کی ہمت اور عملی ارادہ بھی رکھتا ہو۔ وہ اس قابل ہو کہ آستین کے سانپوں کو پہچان لینے کی پوری قابلیت رکھتا اور کھلے دشمن کے ساتھ ان کا گلا گھونٹ کر رکھ دینے میں بھی دیر نہ کرے۔ اس کے بغیر ہمارے حکمران بیانات مذمت جاری کرنے کے علاوہ کچھ نہ کر سکیں۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 30 مئی 2010ء)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم محمد محمود طاہر صاحب

والدمحترم چوہدری محمد صادق صاحب واقف زندگی کا ذکر خیر

آپ کو اللہ کے فضل سے نصف صدی سے زائد عرصہ تک خدمت دین کی توفیق ملی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ دو دہائیوں سے دیگر موضوعات کے علاوہ مجھے "یادرفتگان" کے عنوان کے تحت بھی متعدد بزرگان کے حالات لکھنے کی توفیق ملی ہے۔لیکن آج اپنے والدمحترم چوہدری محمد صادق صاحب واقف زندگی مرحوم کے حالات اور ذکر خیر تحریر کرتے ہوئے عجب کیفیت ہو رہی ہے۔دراصل یہ ان کی دعاؤں، نیک صحبت اور حسن تربیت کا ثمر ہی ہے جو آج مجھے خدمت دین کی توفیق مل رہی ہے۔والدین کی زندگی میں ان کی خدمت ایک سعادت بھی ہے اور اولاد کا فرض بھی لیکن والدین کی زندگی کے بعد ان کا ذکر خیر اور ان کی نیک یادوں کو زندہ رکھنا یہ بھی والدین کی خدمت کا حصہ اور اولاد کا فرض ہے۔آج کا یہ مضمون اپنے والدمحترم کے احسانات کی یاد اور ان کی خدمت کی سعادت ملنے کے تناظر میں ہی لکھ رہا ہوں۔

آپ کے اوصاف حسنہ کا ذکر کرنے سے قبل آپ کے والدین، مختصر خاندانی حالات اور خاندان میں احمدیت کے بارہ میں معلومات کا تذکرہ کرنا مناسب ہوگا۔

خاندان میں احمدیت

ہمارے خاندان کی بود و باش مانگٹ اونچا ضلع حافظ آباد (سابقہ ضلع گوجرانوالہ) کی ہے۔اس کے ساتھ ایک گاؤں پیرکوٹ ہے جو کہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کا سسرالی گاؤں ہے۔حضرت مسیح موعود کے ایک پرانے دوست حضرت مولوی جلال الدین صاحب پیرکوٹ کے رہنے والے تھے۔

یہ علاقہ احمدیت کے لحاظ سے مردم خیز رہا ہے اس علاقے میں بیسیوں رفقاء حضرت مسیح موعود موجود تھے۔ 1898ء میں پیرکوٹ، مانگٹ اونچے اور گردونواح کے تقریباً ڈیڑھ درجن احباب نے حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر قادیان میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔اس وفد میں ہمارے خاندان مانگٹ اونچا اور ننھیالی خاندان پیرکوٹ کے بزرگ موجود تھے۔پیرکوٹ اور مانگٹ اونچا میں ہمارے خاندان کی رشتہ داریاں بہت پرانی ہیں۔احمدیت کے نور سے منور ہونے کے بعد یہ رشتہ داریاں اور بھی زیادہ ہو گئیں۔مانگٹ اونچا میں ہمارے خاندان کے رفقاء میں حضرت میاں محمد دین صاحب اور حضرت مولوی فضل دین صاحب سابق مربی حیدرآباد دکن و لکھنو معروف ہیں یہ دونوں بزرگ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

پیرکوٹ میں ہمارے خاندان کے بزرگ حضرت میاں امام الدین صاحب پیرکوٹی ان کے تینوں بیٹے حضرت میاں نور محمد صاحب پیرکوٹی، حضرت میاں پیر محمد صاحب پیرکوٹی، حضرت حافظ محمد اسحاق صاحب اور ان کے اکلوتے داماد حضرت میاں فتح دین صاحب گوندل یہ سب رفقائے مسیح موعود تھے۔حضرت میاں امام الدین صاحب کے علاوہ سب رفقاء بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں اور اللہ کے فضل سے سب کی اولادوں میں واقفین زندگی موجود ہیں۔

بزرگ والدین

والدمحترم چوہدری محمد صادق صاحب نیک اور بزرگ والدین کی اولاد تھے۔آپ کے والد الحاج میاں پیر محمد صاحب آف مانگٹ اونچا نے 1904ء میں بیعت کی۔لیکن زیارت مسیح موعود نصیب نہ ہو سکی۔1910ء میں خلافت اولیٰ کی دستی بیعت کی اور قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور بزرگ رفقاء کی صحبت سے فیض پایا اور دینی تعلیم حاصل کی اور پھر اس شمع نور سے نہ صرف اپنی اولاد بلکہ اپنے علاقے کے لوگوں کو بھی منور کرتے رہے۔آپ عارف باللہ وجود تھے تفسیر اور حضرت مسیح موعود کی کتب کا گہرا مطالعہ تھا جو عمر کے آخری ایام تک جاری رہا۔احمدیہ بیت الذکر مانگٹ اونچا کے امام الصلوٰۃ اور گاؤں کے امین تھے۔زراعت اور اجناس وغیرہ کا کاروبار ذرائع آمدنی تھے۔اللہ کے فضل سے زیارت حرمین اور مناسک کی ادائیگی کی توفیق ملی۔100 سال کی عمر میں 1989ء میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔

میرے والد صاحب کی والدہ محترمہ زینب بی بی صاحبہ پیدائشی احمدی تھیں۔آپ حضرت میاں فتح دین گوندل صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی بیٹی اور حضرت میاں امام الدین صاحب پیرکوٹی کی نواسی تھیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے گاؤں کے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق سالہا سال تک نصیب ہوتی رہی۔جنوری 1974ء میں اپنے بڑے بیٹے الحاج مولوی محمد شریف صاحب واقف زندگی کے ہمراہ حرمین کی زیارت اور مناسک کی ادائیگی کی توفیق ملی۔ایک معاند کی شکایت پر ماں اور بیٹا دونوں ارض حجاز میں اسیر ہو گئے۔اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضل کے نتیجہ میں رہائی ہوئی۔بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہیں۔

یوں اللہ کے فضل سے والد صاحب کے والدین اور بڑے بھائی کو یہ سعادت ملی کہ حرمین کی زیارت اور ادائیگی مناسک کر سکیں ان سب کے اخراجات مناسک آپ کے بھائی محترم چوہدری سلطان احمد طاہر صاحب آف کراچی نے ادا کئے۔

آپ کے بزرگ والدین کا مکان واقع مانگٹ اونچا اب مربی ہاؤس کے طور پر استعمال ہو رہا ہے اور ان کی نیک یادوں کو زندہ کئے ہوئے ہے۔

والد صاحب کے ابتدائی حالات

والدمحترم چوہدری محمد صادق صاحب 26 دسمبر 1929ء کو جو کہ جلسہ سالانہ قادیان کا بابرکت پہلا دن تھا اس روز مانگٹ اونچا میں پیدا ہوئے۔آپ کے دو بڑے بھائی، دو چھوٹے بھائی اور دو بہنیں تھیں۔نیک والدین کی تربیت کے سایہ تلے پرورش ہوئی۔آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو قاعدہ یسرنا القرآن پڑھایا۔والدین کی احسن تربیت اور دعاؤں کی بدولت بچپن سے ہی بیت الذکر سے رابطہ مضبوط ہو گیا اور تعلیم کی طرف توجہ رہی۔تقریباً چھ سال کی عمر میں مانگٹ اونچا کے پرائمری سکول میں داخلہ لیا اور 1941ء میں پرائمری پاس کی۔

آپ کے والدین نے اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی تھی اور بچوں کو مانگٹ اونچا، حافظ آباد اور پھر قادیان تعلیم کے لئے بھجواتے رہے۔ چنانچہ والد صاحب نے پرائمری پاس کر لی تو آپ کے والد آپ کو قادیان کے لئے لے گئے۔آپ کے قادیان جانے سے پہلے آپ کے دو بڑے بھائی الحاج مولوی محمد شریف صاحب واقف زندگی اور مکرم چوہدری سلطان احمد طاہر صاحب آف کراچی قادیان جا چکے تھے۔

قادیان میں رہائش اور تعلیم

جلسہ سالانہ قادیان 1941ء کے موقع پر آپ اپنے والدمحترم الحاج میاں پیر محمد صاحب کے ہمراہ پہلی بار قادیان دارالامان پہنچے اور یوں اپنے گاؤں کو خیرباد کہا۔قادیان کے محلہ دارالرحمت میں آپ کے تایا حضرت مولوی فضل دین صاحب کا مکان تھا اس کے ساتھ 5 مرلے جگہ آپ کے والد صاحب نے لی اور ایک کمرہ بنالیا تھا گویا بچوں کے قادیان بھجوانے سے قبل رہائش کا گزارہ لائق انتظام بھی کر دیا تھا۔قادیان پہنچنے کے بعد اسی موقع پر آپ نے اپنے والدمحترم کے ہمراہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔والد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور اس ملاقات میں محترم والد صاحب سے مانگٹ اونچے کے حالات دریافت فرماتے رہے۔حضرت مصلح موعود سے یہ آپ کی پہلی ملاقات تھی اور پھر یہ سلسلہ سالہا سال جاری رہا۔

قادیان میں دارالرحمت میں اپنے بھائیوں کے ساتھ رہائش رکھی اور مدرسہ احمدیہ کی پہلی کلاس میں داخل ہو گئے۔کچھ عرصہ بعد آپ بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں رہائش پذیر ہوئے۔مدرسہ احمدیہ میں آپ نے تین جماعتیں پاس کیں اور پھر پرائیویٹ مڈل پاس کر لیا اور اس کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں داخل ہو گئے۔مدرسہ احمدیہ میں حضرت ماسٹر محمد طفیل خان صاحب، مولانا محمد حفیظ بقاپوری صاحب، محترم محمد شریف امینی صاحب اور مولوی محمد جی صاحب آف ہزارہ سے علمی اکتساب اور فیض حاصل کیا۔سکول کے زمانہ میں آپ کے اساتذہ میں محترم محمد ابراہیم ناصر صاحب، مکرم صوفی محمد ابراہیم صاحب، محترم ماسٹر محمد ابراہیم جمونی صاحب اور مکرم شیخ محبوب عالم خالد صاحب شامل تھے جن کی نیک یادوں کا آپ تذکرہ کیا کرتے تھے۔

قادیان کے زمانہ میں حضرت میر محمد اسحاق صاحب کا درس حدیث سننے کا آپ کو موقع ملتا رہا جو اپنی نظیر آپ تھا۔آپ بیان کرتے تھے کہ اس درس کا اثر آج تک میرے ذہن میں محفوظ ہے۔قادیان میں ماہ اکتوبر 1947ء تک آپ کا قیام رہا۔چھ سالوں میں دارالرحمت، دارالفضل، دارالبرکات، دارالانوار اور بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں مختلف اوقات میں آپ نے رہائش رکھی۔1947ء میں آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔مارچ میں امتحان ہوا اور جون میں رزلٹ آ گیا۔

ڈیوٹی حفاظت مرکز قادیان اور ہجرت

تقسیم ہندوستان 1947ء جغرافیائی، تاریخی اہمیت کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بھی ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔جماعت کو اپنے دائمی مرکز سے مشیت ایزدی کے تحت ہجرت کرنی پڑی اور عارضی مرکز قادیان سے لاہور میں منتقل ہوا اور پھر ربوہ کا قیام عمل میں آ گیا۔اس تاریخی اور پُرآشوب دور میں مرکز قادیان کی حفاظت ایک بہت بڑا کام تھا۔یہ قادیان پر انتہائی مشکل دور تھا۔حفاظت مرکز کے لئے نوجوانوں کو ڈیوٹی کی سعادت بھی ملی اور حفاظت مرکز کے لئے جانوں کے نذرانے بھی احمدیوں نے پیش کئے۔والد محترم کو بھی حفاظت مرکز قادیان کی ڈیوٹی محلہ دارالرحمت میں دینے کا موقع ملا اور اس دوران وہاں حملہ ہوا اور کافی نقصان بھی ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔اکتوبر 1947ء میں تقریباً آخری قافلوں میں آپ ہجرت کرکے پاکستان آئے۔آپ کے فیملی کے دوسرے افراد بھی قادیان سے اپنے گاؤں مانگٹ اونچے اپنے والدین کے پاس آ گئے تھے۔

وقف زندگی کی سعادت

اور سندھ تقرری

قادیان کے بابرکت ماحول میں رہنے کی وجہ سے وقف زندگی کی طرف خواہش پیدا ہوئی۔ جون 1947ء میں میٹرک کا رزلٹ آنے پر اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کر دیا۔ ہجرت کے بعد حالات دگرگوں تھے۔ حضرت مصلح موعود کی خدمت میں وقف کا معاملہ پیش ہوا۔ حضور نے ملاقات میں خواہش کا اظہار فرمایا کہ لائلپور ایگریکلچرل کالج سے دو سالہ ڈپلومہ کر لیا جائے۔ یوں عمر بھی پختہ ہو جائے گی اور اراضیات سندھ میں کام کے قابل ہو جاؤ گے۔ اس بارہ میں نومبر، دسمبر میں کارروائی ہوتی رہی۔ سندھ میں اکاؤنٹنٹ کی ضرورت تھی۔ یوں آپ کا تقرر سندھ میں ہو گیا۔ حضور سے منظوری کے بعد آپ کو جنوری 1948ء میں لاہور سے تحریک جدید کی زرعی اراضیات کے لئے بطور اکاؤنٹنٹ بھجوا دیا گیا اور محمد آباد سٹیٹ میں آپ نے بطور وقف زندگی خدمات کا آغاز کیا۔ محمد آباد کے بعد آپ نورنگر، کریم نگر، دوبارہ محمد آباد، بشیر آباد پھر نورنگر، لطیف نگر اور دوبارہ بشیر آباد میں خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ 1978ء میں 31 سال سندھ میں رہنے کے بعد تحریک جدید ربوہ تبادلہ ہوا اور پھر وکالت تبشیر میں جون 2002 تک خدمت کا موقع ملا۔ یوں 55 سال خدمت کی توفیق پانے کے بعد آپ ریٹائر ہوئے۔

قیام سندھ کے دوران مشکل حالات میں خدمات کی توفیق پائی پورے عرصہ قیام میں بجلی کی سہولت بھی نہ تھی۔ پانی کی مشکلات، سفر اور بچوں کی پڑھائی کے لئے بھی سخت حالات کا سامنا کیا۔ لیکن اللہ کے فضل سے اپنے وقف کو خوب نبھایا۔ دفتری فرائض کے ساتھ ساتھ بطور سیکرٹری مال بھی خدمت کرتے رہے۔ تقریباً نصف صدی تک اس شعبہ میں بھی خدمت کی۔ قیام سندھ کے دوران حضرت مصلح موعود کے دورہ جات سندھ میں خصوصی قرب خلافت عطا ہوتا رہا یہ گویا سندھ کے واقفین کے لئے ایام عید بھی ہوتے تھے۔

جماعتی خدمات

آپ کو اللہ کے فضل سے نصف صدی سے زائد عرصہ تک جماعتی خدمات کی سعادت ملی۔ 31 سال سندھ کے مشکل حالات میں اور پھر 24 سال تحریک جدید ربوہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ دفتری فرائض کے علاوہ آپ آغاز تقرر سے ہی سیکرٹری مال کے طور پر خدمات کی توفیق پاتے رہے۔ سندھ میں بھی اور پھر کوارٹرز تحریک جدید میں بھی۔ دارالعلوم اپنا گھر بنانے کے بعد یہاں بھی مجلس عاملہ کے ممبر تھے اور تادم واپسیں ممبر مجلس عاملہ رہے۔

انصاراللہ مقامی میں آپ کو دو دہائیوں سے بھی زائد عرصہ تک منتظم مال کے طور پر خدمات کی توفیق ملی۔ 1980ء میں آپ منتظم مال انصاراللہ مقامی بنے۔ آپ کا بیان ہے کہ پہلے باقاعدہ منتظم مال ربوہ آپ ہی تھے اس سے پہلے زعماء ربوہ براہ راست مرکز میں ہی چندہ کے لئے رابطہ رکھتے تھے۔ 22 سال تک منتظم مال ربوہ رہے اس دوران مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب، مولانا اللہ بخش صادق صاحب، مکرم مولانا محمد صدیق گورداسپوری صاحب اور مکرم چوہدری نعمت اللہ صاحب زعماء اعلیٰ ربوہ کے ساتھ کام کیا۔ اس عرصہ میں ربوہ نے متعدد بار علم انعامی بھی جیتا مجلس انصاراللہ ربوہ کا موجودہ دفتر بھی اسی دور میں بنا۔ آپ کو اس دفتر کی تعمیر کے لئے عطایا اکٹھے کرنے کی بھی بھرپور توفیق ملی۔ 2002ء اور 2003ء میں مکرم عبدالرشید غنی صاحب کے ساتھ آپ نے نائب قائد مال کے طور پر بھی کام کیا۔

وکالت تبشیر ربوہ سے جب آپ ریٹائر ہوئے تو ان کی طرف سے مورخہ 8 جولائی 2002ء کو سرائے فضل عمر میں آپ کے اعزاز میں الوداعی تقریب ہوئی۔ (الفضل 12 جولائی 2002ء) اسی طرح انصاراللہ مقامی ربوہ نے بھی انصاراللہ سے رخصتی کے وقت آپ کی الوداعی دعوت کی۔ 1996ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ و جرمنی میں آپ تحریک جدید کی طرف سے شامل ہوئے۔ اس موقع پر ہالینڈ اور بیلجیئم جانے کا موقع بھی وفد کے ہمراہ ملا۔ اس کے بعد ذاتی طور پر کئی سال جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کا موقع ملا۔

شادی و اولاد

آپ کے حصہ میں یہ سعادت بھی آئی کہ آپ کے نکاح کا اعلان سیدنا حضرت مصلح موعود نے فرمایا۔ یوں حضرت مصلح موعود کی دعاؤں سے ہمارا خاندان آج بھی مستفیض ہو رہا ہے۔ 14 مارچ 1952ء کو حضرت مصلح موعود نے خطبہ جمعہ سے قبل محمد آباد سندھ میں آپ کے نکاح کا اعلان محترمہ صادقہ ثریا بیگم صاحبہ بنت محترم مولوی محمد عبداللہ صاحب پیرکوٹی واقف زندگی کے ساتھ فرمایا۔

(الفضل 22 مارچ 1952ء)

اسی سال اپریل میں شادی ہوئی۔ میری والدہ حضرت میاں پیر محمد صاحب پیرکوٹی رفیق حضرت مسیح موعود کی پوتی اور حضرت میاں دین محمد صاحب (برادر اکبر محترم میاں غلام محمد اختر صاحب سابق ناظر اعلیٰ ثانی) رفیق حضرت مسیح موعود کی نواسی اور مولانا سلطان احمد پیرکوٹی صاحب کی بھتیجی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے والدین کو پانچ بیٹوں اور چھ بیٹیوں سے نوازا ہے۔ سبھی اولاد اللہ کے فضل سے دینی و دنیاوی حسنات سے متمتع ہے۔ آپ کی اولاد میں واقف زندگی، ماسٹرز، فارماسسٹ، کمیشنڈ آفیسر اور دو گولڈ میڈلسٹ بھی موجود ہیں۔ والد صاحب نے اپنی زندگی میں اولاد کی اولاد اور ان کی اولاد بھی دیکھی۔ بوقت وفات اہلیہ اور بچوں کے علاوہ 45 پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں اور 5 پڑپوتے پڑپوتیاں یادگار چھوڑیں۔ آپ کی اولاد کا ذکر 23 اکتوبر 2009ء کے الفضل میں آپ کے ذکر وفات میں طبع ہو چکا ہے۔

والد صاحب نے اولاد کی تعلیم و تربیت کے لئے بہت محنت اور تگ و دو کی۔ سندھ کے دور افتادہ علاقوں میں رہتے ہوئے اولاد کو اعلیٰ تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا اور اپنی نیم شبی دعاؤں میں ان کے لئے حسنات دین و دنیا طلب کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو قبول بھی فرمایا۔

اوصاف حسنہ

بزرگ والدین کی تربیت، قادیان کے مقدس ماحول میں تعلیم اور سایہ خلافت میں پروان چڑھنے کے نتیجہ میں آپ کو وقف کی سعادت ملی اور پھر تمام عمر اس وقف کو نبھایا اور زندگی کا کوئی بھی لمحہ ضائع کرنے کی بجائے اسے جماعتی خدمت میں صرف کرنے میں گزارا۔ عبادات میں خصوصی شغف، جماعتی خدمات میں ہمہ تن مصروفیت، مسکراتے چہرے کے ساتھ سب سے ملاقات، حسن معاشرت، خلافت کی آواز پر والہانہ لبیک، خطبات امام اور دروس میں عشقیہ رنگ، قرآن کریم سے پیار آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔

فرض نمازوں کا باجماعت کے علاوہ تصور بھی نہ تھا۔ نمازوں کی حفاظت اور ان کی فکر اور اپنے اہل و عیال کو ہر وقت اس کی تلقین کرنا آپ کا روز کا معمول تھا۔ نماز تہجد اور دیگر نوافل عبادات کا بھی التزام تھا۔ تہجد آغاز جوانی سے باقاعدگی سے ادا کرتے رہے اور آخر تک التزام رہا۔ وفات سے تقریباً ایک سال قبل آپ پر بیماری کا سخت حملہ ہوا۔ اس سے ایک دو دن بے چینی میں گزرے۔ ان دو ایام میں پوری طرح شعوری کیفیت نہ تھی۔ جونہی حالت شعور میں آئے تو میں ہسپتال میں آپ کے پاس موجود تھا۔ آپ نے فوراً کہا ''میری تو نمازیں ضائع ہو گئیں'' اسی وقت آپ نے نماز ادا کرنی شروع کر دی۔ اس قسم کی کیفیت کا مشاہدہ بیماری میں کئی دفعہ کیا۔ بیماری کی وجہ سے آخری ایام میں بیت الذکر نماز کے لئے نہ جا سکتے تھے تو نماز باجماعت سے محرومی کا بہت احساس تھا۔ بسا اوقات کہتے کہ مجھے بھی جماعت کروا دیں۔ ان کی خاطر کئی دفعہ گھر میں باجماعت نماز کروائی۔ میرے بیٹے عزیزم حافظ کاشف محمود طاہر کو بھی ایک عرصہ کئی نمازوں میں امامت کے لئے ساتھ کئے رکھا تا نماز باجماعت ہو جائے۔ تہجد کے علاوہ اشراق اور چاشت کے نوافل بھی ادا کرتے تھے۔

نماز فجر کے بعد اونچی اور خوبصورت آواز میں تلاوت قرآن کریم کرتے تھے۔ رمضان میں تو تلاوت کا غیر معمولی التزام کرتے اور قرآن کریم کے کئی دور ختم کرتے تھے۔ رمضان کا اہتمام شروع سے ہی فرماتے گویا کمر کس لیتے۔ رمضان کے علاوہ شوال کے روزے بھی رکھا کرتے۔ اپنے بچوں کو بھی بچپن سے روزوں کی عادت ڈال دی تھی۔ آپ نے اللہ کے فضل سے 75 سال کی عمر تک پورے روزے رکھے۔ رمضان میں متعدد بار اعتکاف کی سعادت حاصل کی۔ نماز تراویح کا بھی اہتمام کرتے تھے۔ آپ کی زندگی کے آخری رمضان سے پہلے آپ کے پوتے نے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی اس پر بہت خوش تھے لیکن جب اس نے بتایا کہ وہ بیت النور علوم شرقی میں تراویح پڑھائے گا تو آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے کہ میں اپنے پوتے کے پیچھے بیماری کی وجہ سے تراویح نہ پڑھ سکوں گا۔

مالی قربانی میں گنجائش سے بڑھ کر حصہ لیتے۔ واقف زندگی تو پہلے ہی سب کچھ قربان کر دیتا ہے لیکن جب اللہ نے آپ کو مالی کشائش دی تو شکرانِ نعمت پر مالی قربانی کا معیار بھی بڑھا دیا۔ خلیفہ وقت کی طرف سے جب تحریک جدید اور وقف جدید کے مالی سال کا اعلان ہوتا تو خطبہ کے فوراً بعد پورے سال کے چندہ کی رسید کاٹ دیتے تھے۔ بچوں کی طرف سے ملنے والے ہدیہ کی رقم سے بھی باقاعدگی کے ساتھ بمطابق شرح حصہ کی ادائیگی کرتے اسی طرح تزکیہ اموال کی مد میں بھی التزام کے ساتھ اپنے اندوختہ سے ادائیگی فرماتے تھے۔ اسی طرح کئی مستحق لوگوں کی امداد کا اہتمام بھی کیا ہوا تھا۔

مالی قربانی کا ایک پہلو جماعتی اموال اکٹھے کرنے کے لئے آپ کی عمر بھر کی سعی ہے۔ آپ کو چندہ جات اکٹھے کرنے کا جنون کی حد تک شوق اور جذبہ موجزن تھا۔ بطور سیکرٹری مال اور منتظم مال انصاراللہ مقامی آپ کی طویل خدمات ہیں۔ نادہندگان سے چندہ لینے کا فن آپ کو آتا تھا۔ مسکراتے چہرے اور جذبہ شوق سے مستقبل مزاجی سے حاضر ہو جاتے اور چندہ وصول کرتے۔ بیماری کے ایام میں بھی ایک فیملی سے جب آپ فضل عمر ہسپتال معائنہ یا دوائی لینے جاتے تو بس سٹاپ پر ان کی دکان پر چندہ وصول کرنے جاتے تھے۔

مالی امور میں احتیاط کا پہلو بھی نمایاں تھا۔ چندہ جات کا روزانہ کا حساب روزنامچے اور کھاتوں پر منتقل کرتے۔ ذاتی حسابات بھی لکھا کرتے تھے۔ ہر ایک کی امانتوں کا حساب آپ کی ڈائری پر لکھا ہوا ہوتا۔ رات گئے تک آپ ان کاموں میں مصروف رہتے تھے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے اپنے آپ کو مصروف کرنے کے لئے کئی طریق اختیار کئے فاذا فرغت فانصب کا ایک نمونہ میں نے آپ کی زندگی میں دیکھا۔ دفتر سے فراغت ہوئی تو عبادات میں زیادہ وقت صرف کرنا شروع کیا۔ گھر میں باغبانی شروع کر دی، مطالعہ کتب میں تیزی آ گئی حتیٰ کہ آخری بیماری کے ایام میں بھی حقیقۃ الوحی اور سیرۃ المہدی اور دوسری کتب کا مطالعہ کیا۔ روزنامہ الفضل کا مطالعہ باقاعدگی سے کرتے تھے۔

جلسہ ہائے سالانہ کا خصوصی اہتمام ہوتا۔ سال بھر جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کے لئے بچت کرتے اور مکمل یا جزوی فیملی کے ساتھ ربوہ ہر سال جلسہ سالانہ پر آتے۔ 1991ء کے تاریخی جلسہ قادیان میں شرکت کا موقع ملا۔ 1996ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ اور جرمنی اور پھر سالہا سال تک جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت

کی توفیق پاتے رہے۔

ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی اور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملتے۔ وفات کے بعد تقریباً ہر تعزیت کرنے والے نے آپ کی اس صفت کا اظہار کیا۔ بڑوں کا احترام اور بچوں کے ساتھ پیار اور شفقت کا برتاؤ رکھتے تھے۔

خلافت کے ساتھ عشق تھا۔ اللہ کے فضل سے چار خلفاء کا دور دیکھنے کا موقع ملا۔ سب کی شفقتوں اور محبتوں سے حصہ پایا۔ ہجرت لندن کے بعد حضور کی آڈیو کیسٹس پر خطبات سننے اور پھر دیگر اہل محلّہ کو کیسٹس پہنچانے کا انتظام آپ کے پاس تھا۔ ایم ٹی اے کی آمد پر فوراً کنکشن لگوایا۔ حضور کے خطبات، دروس القرآن اور کلاسز باقاعدگی سے سنتے۔ خطبہ جمعہ جب دوبارہ نشر ہوتا تو پھر دوبارہ سنتے۔ خطبات امام اور تقاریر کے دوران جذبات پر مبنی فقرات سننے کے دوران آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے تھے۔

تمام عمر اخلاص و وفا کے ساتھ جماعتی خدمت میں گزارنے کے بعد 19-20 راکتوبر 2009ء کی درمیانی شب 80 سال کی عمر میں راہی ملک بقا ہوئے۔ جواں عمری میں ہی نظام وصیت سے وابستہ ہو گئے تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں آسودہ خاک ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خط محررہ 28 راکتوبر 2009ء میں خاکسار کے نام تمام افراد خاندان سے تعزیت کا اظہار فرمایا اور والد محترم کی خوبیوں اور نیکیوں کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی نصیحت فرمائی۔ حضور انور نے از راہ شفقت مورخہ 23 راکتوبر 2009ء کو نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لندن نے اپنی تعزیتی فیکس میں والد صاحب کی خوبیوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے جو آپ کے ذکر خیر کا خلاصہ ہے آپ نے لکھا: ''آپ کے والد صاحب سے کئی بار ملاقات کا موقع ملا۔ ماشاء اللہ بہت بزرگ اور محبت کرنے والے، نہایت مخلص اور خاموش خدمت گزار تھے۔ ان سے جب بھی ملنے کا موقع ملا بہت خوشی ہوتی رہی۔ بہت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ جماعتی خدمات بھی بہت ذمہ داری سے ادا کرتے تھے۔ بہت فرض شناس خادم سلسلہ تھے۔''

(خط محررہ 3 جنوری 2010ء)

انہی تاثرات کے ساتھ مضمون کا اختتام اس دعا سے کرتا ہوں جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو والد محترم کی خوبیوں اور نیکیوں کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی توفیق دے آمین۔ آخر پر دو دعائیہ اشعار درج کر رہا ہوں جو والد صاحب کی وفات پر آپ کی بہن مکرمہ پروفیسر صادقہ شمس صاحبہ نے اپنی نظم بعنوان ''پیارے بھائی کی یاد میں'' میں کہے ہیں۔

میرے پیارے بھائی تجھے جنت نصیب ہو
وصلِ خدا کی تم کو لذت نصیب ہو
حوریں کریں سلام، فرشتوں کا ہو نزول
رسول خدا کی تم کو شفاعت نصیب ہو

مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ

اک مؤرخ تھا جو اب تاریخ کا حصہ بنا

صدیوں کے بعد کوئی ایسا بھی آتا ہے جو صدیوں تک کیلئے اپنے قدموں کا نشان چھوڑ جاتا ہے

دُنیا کی بے ثباتی کے بارے میں حضرت مسیح موعود نے کیا خوب فرمایا تھا۔

اے حُبِ جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں

بے شک یہ دنیا چل چلاؤ ہے۔ ایک سجا ہوا بارونق میلہ ہے۔ ہم ایک دروازے سے داخل ہوتے ہیں، گھومتے پھرتے ہیں اور دوسرے دروازے سے نکل جاتے ہیں۔

اس کی ہر آن اک نئی چھب ہے، یہ جو ہستی کا کارخانہ ہے
آ رہا ہے یہاں کوئی خوش خوش، بے دلی سے کوئی روانہ ہے
یاں تو بقراط بھی ہوا حیراں، سادہ لوحوں کا کیا ٹھکانہ ہے
اُس کی رسی جو تھام لے عرشیؔ ایک بندہ وہی سیانا ہے

پس آنا جانا تو لگا ہی رہتا ہے لیکن صدیوں کے بعد کوئی ایسا بھی آ جاتا ہے، جو صدیوں تک کے لئے اس دھرتی پر اپنے قدموں کے نشان چھوڑ جاتا ہے، جو اس دنیا کی بے ثباتی اور اس کی حقیقت کو پا جاتا ہے اور اپنے لئے اس میں سے صرف وہ چیزیں اختیار کرتا ہے جو فانی نہیں ہوتیں ورنہ تو اس میلے میں روزانہ ہزاروں آتے اور ہزاروں جاتے ہیں بقول شاعر

میں روز ادھر سے گذرتا ہوں کون دیکھتا ہے
میں جب ادھر سے نہ گذروں گا کون دیکھے گا

کوئی حساس دل رکھنے والا انسان زندگی اور موت کے اس ازل سے جاری کھیل کو بے حسی اور لاتعلقی سے نظر انداز نہیں کر سکتا۔ وہ کچھ نہ کچھ نتیجہ اخذ کرتا ہے اور اپنے انداز میں اپنی گواہی ریکارڈ کرا جاتا ہے۔

اک خواب ہے دنیا کہ عدم جس کی ہے تعبیر
اور موت کا لقمہ ہیں سبھی طفل و جواں پیر
انسانوں سے پُر روئے زمیں زیرِ زمیں ہے
دونوں طرف اس خاک کے ورقے پہ ہے تصویر

مولانا دوست محمد شاہد صاحب پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم یہ ہوا کہ قدرت نے ہاتھ پکڑ کر ان کو ایک ایسے راستے پر لگا دیا جو زندہ رہنے والا اور باقی رہنے والا تھا۔ کیونکہ جب تک سلسلہِ احمدیہ باقی رہے گا مورخِ احمدیت کا نام بھی باقی رہے گا۔ مولانا اپنے کام کی اہمیت اور غرض و غایت سے خوب واقف تھے اور ایسے لوگ بھی دنیا میں خال خال ہی ہوتے ہیں، کیونکہ عوام الناس کی اکثریت کو تو نہ دنیا کی غرض وغایت معلوم ہوتی ہے، نہ اپنے یہاں آنے اور جانے کی، ایک حیرانی کے عالم میں آتے اور چلے جاتے ہیں۔ مگر بقراط کے عجز کا یہ اعتراف الگ معنی رکھتا ہے۔ اسے عام لوگوں کی نادانی اور غفلت سے کوئی سروکار نہیں۔ کیونکہ عاقل کی حیرانی اور جاہل کی حیرانی میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

مؤرخ احمدیت کے احترام وعقیدت نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں ان کی عظیم شخصیت کے بارے میں اپنی عقیدت اور اپنے تعلق کو ریکارڈ پر لاؤں اور اپنے قد کو اونچا کروں کیونکہ میری اس شکستہ اور ناقص تحریر سے مولانا کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا، ہاں ان کی شفقتوں کا تذکرہ میرے لئے فخر وانبساط کا باعث ضرور ہو سکتا ہے۔ سب سے پہلے تو اُنہیں منظوم خراج تحسین پیش کرتی ہوں

اک مؤرخ تھا جو اب تاریخ کا حصہّ بنا
سرسری نظروں میں گو ماضی کا وہ قصہّ بنا
پر ہمیں تاریخ کے اسلوب یوں سمجھا گیا
آنے والے ہر مورّخ کا وہ مدرسہ بنا

میں مولانا دوست محمد شاہد صاحب کے ساتھ اپنے قلمی تعلق کے حوالے سے اپنی یادوں کا کچھ تذکرہ کرنا چاہتی ہوں۔ مولانا دوست محمد شاہد صاحب ایک سچے اور حقیقی مورّخ تھے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ سرتاپا ایک مورّخ تھے۔ حقائق کی کھوج اور حوالوں سے ان کو ایسی محبت تھی کہ جیسی کسی ماں کو اپنے اکلوتے بچے سے ہوتی ہے۔

اس بات کا اندازہ مجھے اس وقت ہوا جب 2003ء میں میں نے اپنا دوسرا شعری مجموعہ ''پُل صراط پر ایک قدم'' ان کی خدمت میں تحفتاً ارسال کیا۔ اس مجموعے کے شروع میں اس عاجز نے ''چند یادیں اور درخواستِ دعا'' کے عنوان سے اپنے پیارے والد چودھری عطا محمد صاحب مرحوم کے بارے میں اپنی کچھ یادیں تحریر کی تھیں، ان کو پڑھ کر مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے فوری طور پر مجھے خط لکھا کہ اپنے والد صاحب کے بارے میں مزید تفصیل اور اگر کہیں کچھ شائع ہوا ہو تو فوراً بھجوائیں۔ اس خط سے ہی مجھے اندازہ ہوا کہ مولانا دوست محمد شاہد صاحب سرتاپا مؤرخ ہیں اور ہر چھوٹے سے چھوٹے واقعہ کو بھی ایک تاریخی نکتہ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

یہ تو ان کے تاریخی نکتہ نگاہ سے فوری خط کا ذکر تھا، دوسرا کمال ان کا یہ تھا کہ ہر تحریر کا بغور مطالعہ کرتے چاہے وہ شاعری ہو یا نثر، اپنی رائے اور تبصرے سے ضرور نوازتے، اس معاملے میں بہت فراخ دل تھے ہمیشہ بیش قیمت مشورے بھی دیتے جو مجھ جیسے نوآموز کے لئے ایک نعمتِ غیر مترقبہ تھے اور اب بھی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک خط کا نمونہ پیش کرتی ہوں۔

''الحمدللہ ''تیرے در کے فقیر ہیں مولا'' جیسی روح پرور پیشکش کے بعد آپ کی کامیاب زندگی کے شعری نصاب کا دوسرا معرکۃ الآراء مجموعہِ کلام بھی منظرِ عام پر آ گیا۔ جس پر حضرت مسیح موعود کے الہامی الفاظ میں ''مبارک ہو''

اس مجموعہِ کلام سے بھی ''مریضانِ عشق'' کے لئے حضرت مسیح موعود کے دستِ شفا کی معجزانہ جھلک نمایاں ہوتی ہے، جسے پڑھ کر بے ساختہ حضرت مصلح موعود کے یہ عارفانہ شعر زبان پر جاری ہو گئے

عشقِ خدا کی مئے سے بھرا جام لائے ہیں
ہم مصطفےٰؐ کے ہاتھ پہ (۔) لائے ہیں
قرآں سے ہم نے سیکھی ہے تدبیرِ بے خطا
صیدِ ہما کے واسطے اک دام لائے ہیں''

مجھے مولانا دوست محمد شاہد صاحب کی خدمت میں اپنے شعری مجموعے بھجوانے کا شوق اس لئے بھی پڑا کیونکہ آپ بھرپور مطالعہ کرتے، پھر فوراً خط لکھتے تبصرہ کرتے اور ہدایات سے نوازتے۔ وہ ان چند بڑے لوگوں میں سے تھے جو کرسی کی وجہ سے بڑے نہیں ہوتے بلکہ حقیقتاً بڑے ہوتے ہیں۔ اور ان کی بڑائی کی نشانی یہی ہوتی ہے کہ وہ چھوٹوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتے۔ بلاشبہ وہ ایک چھوٹے سے شہر میں رہنے والے بڑے آدمی تھے، ورنہ ہم نے تو اکثر بڑے بڑے شہروں میں بھی چھوٹے چھوٹے لوگ ہی دیکھے ہیں۔

ہر اک اپنی عقل پہ نازاں فرزانہ کہلائے
جو بھی ان سے ہٹ کر سوچے دیوانہ کہلائے
پیسے لے کر فتوے دے جو مولانا کہلائے
مچھر بھی اس دورِ جنوں میں پروانہ کہلائے
لاڈ سے نفسِ امارہ کو خوب چُگائیں چوگ
بڑے بڑے شہروں میں دیکھے چھوٹے چھوٹے لوگ

اس دوران 2005ء آ گیا اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے میرا تیسرا شعری مجموعہ ''فریادِ درد'' شائع ہوا۔ حسب معمول مولانا دوست محمد شاہد صاحب کو بھجوایا آپ نے حسب عادت مطالعے کے فوراً بعد خط لکھا۔

''اللہ تعالیٰ 'فریادِ درد' کو عرش پر بپایہ قبولیت جگہ دے آمین۔ آپ کے تازہ شعری کلام کو دیکھتے ہی سیدنا حضرت مسیح موعود کی بصیرت افروز کتاب ''البلاغ'' میری چشمِ تصور کے سامنے جلوہ گر ہو گئی۔ اس کتاب کا دوسرا نام حضرتِ اقدس نے ''فریادِ درد'' رقم فرمایا ہے۔

اس طویل خط میں آگے چل کر اس عاجز کی بعض نظموں پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا دوست محمد شاہد صاحب فرماتے ہیں۔ محترمہ عرشی صاحبہ آپ نے خدا اور مصطفےٰؐ دونوں کے سلام کو اس وجد آفریں شان سے نظم کیا ہے کہ آپ کے قلمِ اعجاز رقم اور وارداتِ قلبی، دونوں کو بے ساختہ دادِ تحسین دینی پڑتی ہے۔

سیدنا حضرت محمود المصلح الموعود نے 10 جولائی 1931ء کو قادیان میں ایک پُر معارف خطبہ جمعہ کے دوران امامِ عصر کی طرزِ اور اسلوبِ نگارش سے کلامِ نظم ونثر کو مرصع کرنے کی پُرزور تلقین کی اور فرمایا کہ

خدا کے ماموروں کی برکت سے ادبی دنیا کا نقشہ

بھی بدل جاتا ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ سے قبل زمانہ جاہلیت کی نظموں اور مسلمان شعراء کے اشعار میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ لہٰذا احمدی سخن وروں اور انشاء پردازوں کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ حضرت مسیح موعود کی طرزِ تحریر کی تقلید کریں تا حضورِ اقدس کے علمی اور ادبی انقلاب کو بھی دنیا تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے۔

(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 217 تا 221)

آپ قابلِ مبارک باد ہیں کہ آپ کا کلام حضرت مسیح زماں و مہدیِ موعود کے منفرد و ممتاز محاوروں، استعاروں اور عدیم المثال بدائع اور صنائع کا عکسِ جمیل ہے۔ رب کریم آپ کے علم و قلم میں بے پناہ برکت بخشے اور ہر مرحلہ پر اپنی آسمانی افواجِ ملائکہ سے تائیدِ خاص فرمائے، کہ ہر ایک طاقت اور قدرت اسی کو حاصل ہے۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا دوست محمد شاہد صاحب کے ان خطوط نے آئندہ کے لئے بھی میری بہت راہنمائی کی۔

اس کے بعد کے خطوط میں وہ مجھے ''شاعرِہ احمدیت'' کے نام سے مخاطب کرنے لگ گئے تھے۔ 2008ء میں جب اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و احسان کے نتیجے میں ''بھرے شہر میں بن باس'' شائع ہوئی تو پھر بھی انہوں نے اس عاجز کی حوصلہ افزائی کے فریضے کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ حسب روایت حوصلہ افزائی کا خط لکھا۔ فرماتے ہیں۔ ''صد سالہ جوبلی کی روح پرور تقریب پر ''بھرے شہر میں بن باس'' جیسے اثر انگیز اور حقیقت افروز شعری کلام کی اشاعت پر لجنہ اماء اللہ اسلام آباد، جس کی عظیم الشان کاوشوں کا یہ بھی ایک جدید شاہکار ہے، پوری جماعت کے شکریہ کی مستحق ہیں۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا ہے کہ ہر احمدی خاتون احمدیت کی صداقت کا ایک نشان ہے۔

جب میں نے ''ابلیس کا اپنی مجلسِ شوریٰ'' سے خطاب کے نام سے ایک طویل نظم لکھی تو مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے لکھا۔

''فرشتوں کی افواج اور ابلیسی طاقتوں کی معرکہ آرائی کی منظر کشی سے روح تازہ کر دی۔ مرسلہ مکتوب کا شکریہ لفظوں میں ادا نہیں ہو سکتا۔

ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ

پھر ایک اور خط میں لکھا ''تازہ کلام بلاغت نظام کے مطالعہ سے بے انداز قلبی و روحانی مسرت ہوئی۔ الحمد للہ شعر و ادب کے میدان میں بھی احمدی خواتین عصر حاضر کے لئے مشعلِ راہ ہیں اور قرآنی پیش گوئی ''کواعب اترابا'' کا مجسم نشان''

غرض 12/اپریل 2009ء کو مولانا کا آخری خط موصول ہوا کہ ''احقر کی طرف سے حال ہی میں دو کتابیں چھپی ہیں، کسی معتبر صاحب کے ذریعے اوّلین فرصت میں منگوانے کی درخواست ہے۔ 1۔ اقلیمِ خلافت کے تاجدار 2۔ برطانوی پلان اور ایک فرضی کہانی''

سو یہ تھی مولانا دوست محمد شاہد صاحب کے ساتھ قلمی تعلق پر مشتمل مختصر کہانی۔

1974ء کی اسمبلی کے فیصلے پر اندر کی کہانی کے عنوان سے ایم ٹی اے پر جب مولانا دوست محمد شاہد صاحب کے تاریخی حقائق پر مشتمل پروگراموں کا سلسلہ شروع ہوا تو مولانا کی شخصیت کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ مولانا کی شخصیت میں ایک ایسی اور تجنیلیٹی تھی جو دیکھنے والوں کا دل موہ لیتی تھی۔ وہ سادہ سُچا اور جوش و جذبے سے بھرا ہوا انداز، وہ لہک لہک کر شعر پڑھنا، قرآن کریم کی آیات قراءت کے ساتھ پڑھنا، اپنے مقصد کے ساتھ ان کی لگن، تاریخی ریکارڈ کو درست رکھنے کا جنون، اللہ اللہ وہ اپنی قسم کا ایک منفرد وجود تھے، حوالوں کے تو خیر وہ بادشاہ تھے۔ مجھے فخر محسوس ہوا کہ میرا اس عظیم ہستی کے ساتھ خط و کتابت کے حوالے سے ہی سہی ذرا سا تعلق تو ہے۔

ایم ٹی اے پر میں وہ پروگرام پورے نہ دیکھ سکی میں نے بعد میں you tube اور alislam.org پر دو تین دن مسلسل لگا کر وہ پروگرام مکمل طور پر دیکھے۔ پھر اس موضوع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا تفصیلی خطبہ بھی سنا۔ پھر you tube پر اسی موضوع پر مولانا اور یہ سب کچھ دیکھنے اور سننے سے میرے دل میں جو جوش و ولولہ پیدا ہوا اسی کے نتیجے میں ایک نظم ''یومِ فرقان 7 ستمبر 1974ء میں''، لکھی، جس کے اشعار کافی تیکھے اور کاٹ دار ہو گئے۔ اس لئے آخر میں لکھ دیا کہ

نظم یہ سینہ بہ سینہ ہی چلے گی دوستو
گر نہ چھپ پائی یہ عرشی کے کبھی دیوان میں

میری یہ شدید خواہش تھی کہ یہ نظم ہماری تاریخ اور لٹریچر کا حصہ بنے اور پھر اس نظم کے لکھے جانے کا سب سے زیادہ کریڈٹ مولانا دوست محمد شاہد صاحب کو جاتا ہے۔ اس اعتراف کے ساتھ میں نے اس نظم کی ایک کاپی مولانا کو پوسٹ بھی کی۔ میرا خیال تھا کہ مولانا اس نظم کو پڑھ کر پھڑک جائیں گے اور ایک زوردار خط لکھ دیں گے۔ کافی دن گذر گئے کوئی خط نہ آیا میں نے سوچا شائد لندن اور جرمنی کے جلسوں میں شرکت کے لئے چلے گئے ہوں گے ورنہ وہ ایسے تو نہیں کہ خط کا جواب ادھار رکھیں اور وہ بھی ایسی نظم کے بارے میں جو انہیں کے پروگراموں سے انسپائر ہو کر لکھی گئی تھی۔

پھر ان کی بیماری کا پتہ چلا اور جلد ہی وفات کی خبر آ گئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ مگر میرے دل میں یہ تجسس ضرور ہے کہ پتہ نہیں مولانا ''یومِ فرقان'' کو پڑھ پائے یا نہیں اگر انہوں نے پڑھا تو ان کے تاثرات کیا تھے؟

یہ الگ بات ہے کہ بعد میں حضورِ پُر نور کے خصوصی فرمان کی وجہ سے ''یومِ فرقان'' احمدیہ گزٹ ''النور'' نومبر 2009ء میں شائع ہو گئی۔

زندگی کی بے ثباتی کے بارے میں وہ شعر سنا کر اجازت چاہتی ہوں۔

فرصت ہے گر بلا لو سن لو مری کہانی
کل تک نہ رہ سکے گا تِڑکے گھڑے کا پانی
اونچے محل چوبارے، پرکھوں نے جو اسارے
اب ڈھے گئے ہیں سارے دنیا سرائے فانی
رہے نام اللہ کا

درس و تدریس کا فیضان

ساری دنیا کو سنانے کے لئے حق کا پیام
حضرتِ اقدس نے فرمایا ضروری اہتمام

''احمدیہ مدرسہ'' کی آپ نے ڈالی بناء
بعد میں جب آئی وسعت یہ بنا پھر ''جامعہ''

اس کی بنیادوں میں ہے پُرسوز آہوں کا اثر
رات کے پچھلے پہر مانگی دعاؤں کا اثر

ظلمتِ شب کا اندھیرا دُور کرنے کے لئے
اس جہاں کو نورِ ایمانی سے بھرنے کے لئے

درس اور تدریس کا فیضان جاری کر دیا
نسلِ انسانی پہ یہ احسان بھاری کر دیا

علم و عرفاں کے ہیں ماہر جو یہاں استاد ہیں
بے نیازِ مال و زر ہیں اور سب ہی شاد ہیں

اپنی ملت کے ستارے ''جامعہ'' کے سب جواں
ان کی پیشانی پہ دیکھو کامیابی کے نشاں

خالد و طارق کا لے کر دل میں یہ عزم صمیم
روند ڈالیں گے شبِ تاریک کا بحرِ عظیم

پیار کی تعلیم لے کر قریہ قریہ جائیں گے
دینِ حق کی خوبیاں عالم کو یہ بتلائیں گے

بالیقیں ہر قوم اس چشمہ سے ہو گی فیضیاب
شان سے چمکے گا آخر دینِ حق کا آفتاب

ہر نگر توحید کے نعروں سے گونجے گا ندیم!
خود پجاری اپنے بت کو توڑ ڈالے گا ندیم!

انور ندیم علوی

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سانحہ ارتحال

مکرم صاحبزادہ مرزا عمر احمد صاحب نائب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے دوست اور کلاس فیلو برادرم مکرم پروفیسر تنویر احمد صاحب ابن مکرم منور احمد صاحب سابق کارکن فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ 16 مئی 2010ء کو لاہور میں وفات پا گئے۔ اسی روز بعد نماز عصر بیت المبارک ربوہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ قبرستان عام میں تدفین کے بعد محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر خدمت درویشاں نے دعا کروائی۔ آپ محترم ملک حبیب الرحمٰن صاحب سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے پوتے اور حضرت حافظ نبی بخش صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے تھے مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ تین بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم حافظ ھبۃ الرحمٰن صاحب متعلم جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد مکرم چوہدری مشتاق احمد شاکر صاحب ابن مکرم سردار محمد صاحب سکنہ چک نمبر 137 گ۔ب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 135 گ۔ب سمندری مورخہ 5 مئی 2010ء کو 57 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ کی نماز جنازہ اسی روز مکرم محمد الدین ناز صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی نے بعد نماز عصر بیت المبارک میں پڑھائی اور مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ نے بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔ آپ مکرم چوہدری فقیر اللہ صاحب مرحوم امیر جماعت سانگلہ ہل کے داماد تھے نہایت شریف النفس اور اعلیٰ اخلاق کے مالک، غریبوں کے ہمدرد اور بے لوث خدمت کرنے والے وجود تھے۔ آپ کو بطور قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور زعیم انصاراللہ خدمت کرنے کی توفیق بھی ملی۔ آپ نے پسماندگان میں میری والدہ کے علاوہ میرے دو بھائی سوگوار چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اپنے پیاروں میں جگہ دے اور آپ کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔ آمین

نکاح

مکرم ملک محمد اکرم طاہر صاحب سیکرٹری وقف جدید سبزہ زار لاہور تحریر کرتے ہیں۔

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے بیٹے مکرم ملک نعمان احمد صاحب کے نکاح کا اعلان مکرمہ عائشہ اسلام صاحبہ بنت مکرم عبدالسلام صاحب مرحوم دارالنصر شرقی ربوہ کے ساتھ مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر مورخہ 30 اپریل 2010ء کو مکرم محمد احمد نعیم صدیقی صاحب مربی سلسلہ نے کیا۔ دولہا مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ بھیرہ کا پوتا اور حضرت میاں محمد شفیع صاحب سیٹھی جہلمی رفیق حضرت مسیح موعود (یکے از تین سو تیرہ) کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں اور جماعت کے حق میں خیر و برکت کا موجب ہو۔ آمین

سانحہ ارتحال و شکریہ احباب

مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ لاہور کینٹ تحریر کرتی ہیں۔

میرے بڑے بیٹے مکرم کرنل صفی اللہ خاں صاحب ولد مکرم کرنل محمد ظفر اللہ خاں صاحب طویل علالت کے بعد 28 اپریل 2010ء کو لاس اینجلس امریکہ میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ مرحوم کی عمر 66 سال تھی وہ موصی تھے۔ مرحوم کی خواہش کے مطابق تدفین مورخہ یکم مئی 2010ء کو لاس اینجلس امریکہ کے قبرستان میں ہوئی۔ محترم سید شمشاد احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر مکمل ہونے پر دعا بھی کروائی۔ مرحوم مکرم مولوی عبدالمجید خاں صاحب آف راہوں کے پوتے اور مکرم چوہدری عبدالرحیم خاں صاحب رئیس کاٹھ گڑھ کے نواسے تھے۔ مرحوم حلقہ چھاؤنی لاہور کے سیکرٹری مال رہے۔ جماعت کے کاموں میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مرحوم کا تولیہ کا کاروبار تھا۔ فضل عمر ہسپتال اور دارالضیافت میں تولیہ کی بڑی کھپت مرحوم تحفتاً پوری کرتے تھے۔ فضل عمر ہسپتال کیلئے عزیزوں کی معاونت سے ایک عدد Ventelator کا تحفہ بھی بھجوایا۔ آجکل مرحوم حضرت اقدس مسیح موعود کی کتب کا انگریزی ترجمہ کرنے والی ٹیم کے ممبر بھی تھے۔ سوگواران میں بیوہ مکرمہ ریحانہ صفی صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے عزیزم محمد احمد خاں مقیم لاس اینجلس امریکہ، عزیزم علی احمد خاں حال مقیم سلاؤ لندن بیٹی نادیہ مبشر، بھائی میجر رضی اللہ خاں اور تین بہنیں شامل ہیں۔ جن عزیز و اقرباء اور دوستوں نے اندرون ملک یا بیرون ملک سے خود حاضر ہو کر یا ٹیلی فون کے ذریعہ میرے اس غم کو کم کرنے کیلئے تعزیت فرمائی میں ان سب کی تہ دل سے نہایت مشکور ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ تمام احباب جماعت سے بھی گزارش کرتی ہوں کہ میرے مرحوم بیٹے کے درجات کی بلندی اور مغفرت کیلئے دعا کریں نیز تمام سوگواران کو اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم رانا مبارک احمد صاحب صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور تحریر کرتے ہیں۔

محترمہ بلقیس اختر صاحبہ بعمر 62 سال اہلیہ مکرم قریشی محمد حفیظ صاحب ہیڈ کلرک دفتر دارالذکر لاہور مورخہ 10 مئی 2010ء کو کچھ عرصہ بیمار رہ کر قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔ موصی ہونے کے ناطے میت کو ربوہ لایا گیا۔ مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی نے مورخہ 11 مئی 2010ء کو صبح 9 بجے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا مکرم ضمیر احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ نے کروائی۔ مرحومہ بہت نیک مہمان نواز لجنات کے اجلاسوں میں شریک ہونے والی۔ چندہ خوشی خوشی ادا کرنے والی اور باقاعدگی سے حضور انور کو دعا کے لئے خطوط لکھنے والی تھیں۔ خاوند کے علاوہ محترمہ امۃ النصیر صاحبہ، مکرم محمود احمد صاحب مربی سلسلہ، مکرم محمد انور صاحب، مکرمہ طلعت ناہید صاحبہ، مکرم عمران احمد صاحب، مکرمہ شازیہ صاحبہ اور مکرم رضوان احمد صاحب چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے مرحومہ کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم محمد اسد اللہ صاحب بھلوال ضلع سرگودھا تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ شوگر کے عارضہ میں بعمر 21 سال 4 مئی 2010ء کو شام ساڑھے پانچ بجے وفات پا گئیں۔ مکرم بابر نوید صاحب مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور احمدیہ قبرستان بھیرہ میں تدفین کے بعد دعا بھی کروائی۔ مرحومہ حضرت میاں خدا بخش صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے، مکرم ملک عبدالمالک صاحب کی نواسی اور پانچ بھائیوں کی اکلوتی بہن تھیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ موصوفہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

سید حضرت اللہ پاشا صاحب

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے داماد مورخہ 14 نومبر 2004ء کو کراچی میں 79 سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

آپ 4 جون 1923ء کو پیدا ہوئے۔ 1953ء میں احمدیت قبول کی۔ آپ کی شادی حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کی بیٹی سیدہ امۃ الرفیق صاحبہ سے ہوئی۔ آپ صائب الرائے اور علمی شخصیت تھے۔ قائد ضلع لاہور، حیدرآباد رہے وفات کے وقت سیکرٹری تعلیم القرآن کراچی تھے۔ مجالس شوریٰ میں بھرپور نمائندگی کرتے اور بعض دیگر جماعتی خدمات کی بھی توفیق پائی۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی ہیں۔

اعزاز

مکرمہ قانتہ گلزار صاحبہ سیکرٹری خدمت خلق لجنہ اماءاللہ بیت التوحید لاہور تحریر کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کی بیٹی مکرمہ ماہرہ گلزار صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر گلزار احمد صاحب سیکرٹری وصایا حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور نے لاہور میں بابر فاؤنڈیشن (پیکیج والے) کی طرف سے ہونے والے انٹر سکولز مقابلے میں انگریزی رائٹنگ میں سوئم پوزیشن حاصل کی ہے اور اسی طرح شوکت خانم ہسپتال کی طرف سے ہونے والے Eureka 2010 سائنس فیئر میں انوائرمنٹ پروجیکٹ میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ موصوفہ مکرم محمود احمد راجپوت صاحب کی پوتی اور مکرم پروفیسر مرزا مبشر احمد صاحب سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ لاہور کی نواسی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی بچی کو نمایاں کامیابی سے نوازتا رہے۔ آمین

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
کامیاب علاج۔ ہمدردانہ مشورہ
نوجوانوں کے امراض و نفسیاتی بیماریاں
عورتوں کی مرض اٹھرا، بچوں کا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا
بے اولاد مردوں اور عورتوں کا کامیاب علاج
1954 NASIR ناصر 2010
دنیائے طب کی خدمات کے 56 سال
حکیم میاں محمد رفیع ناصر
مطب ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
047-6211434
6212434
FAX: 6213966

خبریں

سسٹم خودکشی پر آمادہ، خواہش ہے جمہوری نظام کو نقصان نہ پہنچے

چیف جسٹس آف پاکستان افتخار محمد چودھری نے کہا کہ خواہش ہے کہ جمہوری نظام کو نقصان نہ پہنچے۔ 18ویں آئینی ترمیم کے خلاف دائر درخواستوں کی سماعت کے دوران ریمارکس دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس کیس کا فیصلہ بغیر کسی تعصب کے میرٹ پر کریں گے۔ ملک میں جمہوری نظام کو تواتر کے ساتھ چلنے دیں۔ عدلیہ کو آزاد ہونا چاہئے۔ عدلیہ پوری طرح اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہے۔ جسٹس رمدے کا کہنا تھا کہ جس عدالت نے قربانیاں دیں اس کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے' عدالت کی بات پر عملدرآمد کرنے کیلئے کوئی تیار نہیں ہے، نظام خودکشی پر آمادہ ہے۔

سمندری طوفان کی شدت میں اضافہ، پاکستانی ساحل سے جلد ٹکرانے کا امکان

کراچی سے 900 کلومیٹر دور بحیرہ عرب میں بننے والے سمندری طوفان ''پیٹ'' کی شدت میں اضافہ، تیز لہروں کے باعث کئی میٹر اونچی لہریں بلند ہو رہی ہیں، ابتدائی طور پر طوفان عمان کے ساحل کی طرف بڑھ رہا ہے جس کے بعد جلد ہی آج کل میں یہ پاکستانی ساحل سے ٹکرائے گا۔ محکمہ موسمیات نے وارننگ جاری کرتے ہوئے ماہی گیروں کو ہفتے تک سمندر میں جانے سے منع کر دیا اور دیگر حفاظتی اقدامات کئے جا رہے ہیں بتایا جاتا ہے کہ جب یہ طوفان ساحل سے ٹکرائے گا تو 20 سے 25 فٹ لہریں بلند ہوں گی اور 80 کلومیٹر کی رفتار سے ہوائیں چلیں گی۔ جس کے بعد طوفانی بارشوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جبکہ سمندر کی لہریں انتہائی بلند ہو جائیں گی۔

لیاری میں گینگ وار پھر شروع 11 افراد ہلاک 9 زخمی

کراچی کے علاقے لیاری میں گینگ وار کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا۔ 2 گروپوں کے درمیان تصادم کے نتیجے میں 11/افراد ہلاک اور 9 زخمی ہو گئے۔ دو گروپوں کے تصادم کے دوران گینگ وار کے ملزمان نے بغدادی تھانے پر دستی بموں اور راکٹ سے حملہ کیا تاہم پولیس سٹیشن محفوظ رہا۔ شدید فائرنگ سے علاقے میں خوف و ہراس پھل گیا اور علاقے کی تمام دکانیں و مارکیٹ بند اور لوگ گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں۔

پارلیمنٹ کی بالا دستی سے تمام اداروں کے دائرہ عمل کا تعین ہوگا

وزیراعظم گیلانی نے کہا ہے کہ وہ پارلیمنٹ کی بالادستی پر یقین رکھتے ہیں۔ اسی سے تمام ریاستی اداروں کے حتمی دائرہ کار کا تعین ہو گا جہاں وہ اپنا اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ وزیراعظم نے یہ بات میڈرڈ میں سپین کی پارلیمنٹ کے صدر جوز برونو سے ملاقات کے دوران کہی۔

گورنر سٹیٹ بینک سلیم رضا مستعفی

صدر زرداری نے گورنر سٹیٹ بینک آف پاکستان سید سلیم کا استعفیٰ منظور کرتے ہوئے ان کے نائب شیخ یٰسین انور کو عارضی طور پر ان کی جگہ مقرر کر دیا ہے۔ سرکاری نوٹیفکیشن کے مطابق گورنر سٹیٹ بینک نے 6 مئی کو ذاتی وجوہات کا حوالہ دیتے ہوئے اپنے منصب سے استعفیٰ دیا۔

بجٹ مالی سال 11-2010ء پانچ جون کو پیش کیا جائے گا

امکان ہے کہ آئندہ مالی سال کا بجٹ 5 جون کو پیش کیا جائے گا۔ حب کا حجم 24 کھرب 80 ارب کے لگ بھگ ہوگا جس کے بعد بجٹ دستاویزات سینٹ میں بھی پیش کی جائیں گی۔

☆......☆......☆

تعارف

چارکوٹ کے درویش

مولفہ: مبارک احمد راجوری صاحب

صفحات: 88

چارکوٹ کا علاقہ ایک سنگلاخ پہاڑی علاقہ ہے۔ یہ وادی کشمیر میں راجوری شہر سے تقریباً 30 میل کے فاصلے پر شمال مغرب میں اور تقریباً اتنا ہی فاصلہ پونچھ سے ہے۔ یہ علاقہ پونچھ سے جنوب مغرب کی طرف اور جہلم سے مشرق کی طرف ہے۔ تقسیم ملک کے وقت چارکوٹ میں احمدی احباب کی تعداد ہزاروں میں تھی اور یہ جماعت اپنا ایک نیک نام رکھتی تھی اور یہاں کے افراد کا سلسلہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ وہاں کے مقامی بزرگوں نے باوجود نامساعد حالات اور رابطوں کے فقدان کے مندرجہ ذیل چارکوٹ کے نواحی علاقوں میں جماعت قائم کی۔ 1۔ کالابن 2۔ بڈہانوں 3۔ مینڈر 4۔ رہتال۔

چارکوٹ میں احمدیت کا نفوذ حضرت قاضی محمد اکبر صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی کوششوں کے ذریعہ ہوا۔

مکرم مبارک احمد راجوری صاحب نے کشمیر کے اس اہم علاقہ کے بعض چیدہ چیدہ احباب کے ذکر خیر پر مشتمل یہ کتاب شائع کی ہے۔ کتاب کے آغاز میں مصنف نے عرض حال میں اس کتاب کا نام 'چارکوٹ کے درویش' رکھنے کی چار وجوہات بیان کی ہیں۔ پھر اس علاقہ کا تعارف اور احمدیت کے آغاز پر ایک مبسوط نوٹ شامل کیا گیا ہے جس کے مطالعہ سے چارکوٹ میں احمدیت کی تاریخ سے بخوبی واقفیت حاصل ہوتی جاتی ہے۔

جن بزرگان سلسلہ کا اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے ان میں حضرت قاضی محمد اکبر صاحب، محترم میاں فضل دین صاحب، محترم میاں عبداللہ صاحب، محترم میاں ثناء اللہ صاحب، حضرت میاں عطااللہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود، حضرت میاں عبدالواحد صاحب رفیق حضرت مسیح موعود، محترم میاں حیات علی صاحب، محترم شریف احمد راجوری صاحب، اور محترم میاں امان علی صاحب اہم ہیں۔ ان کے علاوہ بعض خواتین اور دیگر احباب کے تذکرے بھی شامل اشاعت ہیں۔ کتاب کے آخر پر علاقہ کا حدود اربعہ اور سماجی و جغرافیائی حالات اور کالابن کوٹلی کے دیگر احباب کا ذکر شامل ہے۔ مصنف نے محنت، عرقریزی اور دلچسپی سے اس کتاب کو ترتیب دے کر اپنے علاقہ چارکوٹ کی تاریخ کو محفوظ کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوش قبول فرمائے۔ آمین (ایف۔ شمس)

ربوہ میں طلوع و غروب 4 جون	
طلوع فجر	3:33
طلوع آفتاب	5:01
زوال آفتاب	12:07
غروب آفتاب	7:12

روحی
ڈپریشن کی مفید مجرب دوا
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434 -6211434

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
NASEEM JEWELLERS
23K/22K JEWELLERY SUPPLIERS
پروپرائٹر: میاں وسیم احمد
اقصیٰ روڈ ربوہ
رہائش: 6214840
فون دکان 6212837

جدید آپریشن تھیٹر و لیبر روم
- ساؤنڈ پروف لیبر روم Feotal Doppler اور CTG کے ساتھ
- جدید Anaesthesia مشین اور Ventilator کے ساتھ
- Bipolar diathermy اور Auto Clave کے ساتھ
- دوران آپریشن Cardiac Monitor کے ذریعہ بلڈ پریشر، دل کی دھڑکن، آکسیجن، ٹمپریچر اور ECG کی مسلسل مانیٹرنگ
- Centarlized oxygen کی سہولت
- مریضوں کیلئے جدید لفٹ اور ہوادار پرائیویٹ کمروں کی سہولت
مریم میڈیکل اینڈ سرجیکل سنٹر
یادگار چوک ربوہ 047-6213944 047-6214499

FD-10

مغل پراپرٹی آفس پروپرائیٹر: عبدالہادی
مکان پلاٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کا بااعتماد آفس
کالج روڈ دارالبرکات ربوہ
فون آفس: 047-6215171
موبائل: 0333-6706641

تبدیلی دکان
فاتح جیولرز ملک مارکیٹ ریلوے روڈ سے تبدیل ہو کر فضل عمر مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ پر تبدیل ہو رہی ہے۔
Near Stendrad Charted Bank
فون نمبر: 0476216109 موبائل: 0333-6707165

ضرورت گھریلو ڈرائیور
عمر 45 تا 50 سال۔ معقول تنخواہ رہائش و کھانا فری
رابطہ کیلئے سعادت احمد گھمن سیالکوٹ
0345-8410040

گل احمد، فردوس، داؤد، S&S لان
نیز بریزہ چکن شفون دوپٹہ دستیاب ہے
صاحب جی فیبرکس گیلری
ریلوے روڈ ربوہ: 047-6214300

القاسم سیکیورٹی سروس (پرائیویٹ) لمیٹڈ
ہماری پہچان ...... آپ کا اعتماد
گورنمنٹ آف پاکستان/پنجاب حکومت سے منظور شدہ
جماعتی اجازت کے ساتھ
ہم پیش کر رہے ہیں آپ کی حفاظت کے لئے قابل اعتماد، مستند، صحت مند اور مہارت رکھنے والے باصلاحیت
سیکیورٹی گارڈز
تعلیمی ادارہ جات، بیوت الذکر، محلہ جات، کاروباری مارکیٹس، گھروں اور دفاتر وغیرہ کی سیکیورٹی اور انفرادی طور پر باڈی گارڈز رکھنے کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔
ہم آپ کے معیار کے مطابق سروس مہیا کریں گے۔
Head Office
امین ٹاؤن کشمیر روڈ فیصل آباد
فرسٹ فلور ضیاء نقیب اسٹیٹ ایجنسی
03336700965
03338985519
03338985520
Sub Office
فرسٹ فلور مسرور پلازہ
اقصیٰ چوک ربوہ
03336700965
03066700965